حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ناول مراۃ العروس میں بریکولیج کے عناصر

Elements of bricolage in the novel Murāt al-Arus

ظاہر اللہ خٹک, ایم فل ریسرچ اسکالر, شعبہ اردو, جامعہ پشاور

ڈاکٹر بادشاہ منیر بخاری، شعبہ اردو جامعہ پشاور

Zahir Ullah Khattak, MPhill research scholar, Department of Urdu University of Peshawar
Dr. Badshah Munir Bukhari
Department of Urdu, University of Peshawar

Abstract

Lévi Strauss was a French anthropologist and ethnologist who is considered one of the most important intellectuals and linguists of the 20th century. In particular, a theoretical model that emphasizes the fundamental structure in cultural phenomena and human cognition. French social anthropologist Lévi-Strauss' ideas bring human life from degradation to beauty and creation of useful things. Lévi-Strauss compares this artistic process to the work of an indigenous man who solves technical or mechanical problems with available materials, calling this newly created process bricolage. "Muraat-ul-Aros" by Deputy Nazir Ahmed is an important and masterpiece novel of Urdu literature, its importance is hidden in its moral and educational message. Elements of bricolage can also be seen in this novel which is analyzed in this paper.

Key Words: Bricolage, Muraat-ul-Aros, Lévi Strauss, French, novel, Urdu

لیوی اسٹراس فرانسیسی ماہر بشریات اور ماہر نسلیات تھے جنہیں 20 ویں صدی کے سب سے اہم دانشور شخصیات اور ماہرین لسانیات میں شمار کیا جاتا ہے ان کا کام بنیادی طور پر ساختیات پر مرکوز تھا خصوصاً ایک نظریاتی نمونہ جو ثقافتی مظاہر اور انسانی ادراک میں بنیادی ساخت پر زور دیتا ہے ان کا میدان عمل تھا۔ 1908 میں برسلز میں پیدا ہوئے اور پیرس کے یونیورسٹی سے قانون اور فلسفے کی تعلیم حاصل کی۔ برازیل سے تعلیمی سرگرمیوں آغاز کیا بعد میں وہ ممتاز عہدوں پر فائز رہے اور فرانسیسی اکیڈمی کے رکن بن گئے۔ سٹراس اپنی ساختی بشریات کی ترقی کے لیے مشہور ہیں۔ انہوں نے استدلال کیا کہ انسانی ذہن میں آفاقی ساخت ہیں جو ثقافتوں کے ذریعے معاشرے کی تشکیل کرتے ہیں خرافات، رشتوں کے نظام اور سماجی تنظیموں کے تجزیے نے ثابت کیا کہ یہ ساخت تمام انسانی معاشروں میں موجود ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے تصور جو بنیادی خیال ثنائی مخالفت کا تصور فطرت بمقابلہ ثقافت پیش کیا ان کا خیال تھا کہ انسانی ثقافتیں ایسے متضاد جوڑوں کے ذریعے دنیا کو سمجھتی ہیں جو انسانی ادراک میں گہرائی سے سرایت کر رہے ہیں۔

فرانسیسی سماجی ماہر بشریات لیوی اسٹراس کے افکار انسانی زندگی کو فرسودگی سے خوبصورتی کی طرف اور کارآمد چیزوں کی تشکیل کی طرف لاتے ہیں۔ لیوی اسٹراس اس فنکارانہ عمل کا موازنہ ایک ایسے دیسی آدمی کے کام سے کرتے ہیں جو دستیاب مواد کے ساتھ تکنیکی یا مکینیکل مسائل کو حل کرتا ہے اس نے اس نئے تخلیق شدہ عمل کو بریکولیج کہا ہے ایک اصطلاح جو فرانسیسی فعل بریکولر (جس کا مطلب ہے پہلے سے موجود عناصر سے نئ تخلیق کرنا) سے ماخوذ ہے اور بریکولور سے متعلق ہے بریکولیج نے 1960 کی دہائی کے دوران فرانسیسی سے انگریزی میں اپنا راستہ بنایا اور اب یہ بچ جانے والے چیزوں (بریکولیج) کے تخلیقی استعمال سے لے کر کمپیوٹر کے مختلف پرزوں اور دیگر اشیاء (بریکولیج) کو اکٹھا کرنے تک ہر چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

بریکولیج لفظ bre,ko,lazh یا bre ,ko lagh سے ماخوذ سے جس سے مراد تعمیری یا ذہنی تعمیر ہے (خیالات و تصور کی ساخت یا مجسمہ) جو کچھ دسترس میں آتا ہے اسے استعمال کر کے حاصل کیا جاتا ہے جو کچھ پہنچ اور رسائی میں ہو اسے کچھ اس طرح سے بنایا جائے جو پہلے سے موجود عناصر کو ذہنی و تخلیقی پیرائیوں سے گزرنے کے بعد ایک نئے صورت میں سامنے آئے یا یوں سمجھ لیجئے کہ ذہن کی دوسری شکل ہے جو کائنات میں پہلے سے موجود مادی تخلیق اور ٹھوس اشیاء پر انحصار رکھتی ہے۔ تخلیق کے عمل

کے طور پر جو دستیاب چیزیں ہیں اس کو استعمال میں لانے اور اسے مادی دنیا کے ٹھوس حقیقت کے تابع کرنا بریکولیج ہے مثال کے طور میں نے اپنی پرانی گاڑی کو بریکولاج کیا اور اسے نئے جیسا بنا دیا یا پھر وہ اپنے کمرے کو سجانے کے لئے گھر میں دستیاب مواد استعمال کرتا ہے اور خوبصورتی پیدا کرتا ہے۔ بریکولاج کا انداز بہت خوبصورت ہے یہ لفظ فرانسیسی بریکول سے آیا ہے، جو ایک معمولی یا عجیب کام کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ تعریف کے مطابق، بریکولیج میں ایسی چیزیں اور ہنر شامل ہیں جو آسانی سے دستیاب ہیں بریکولیج جو، بدیہی، فوری اور عکاس کی تیاری میں سہولت فراہم کرنے میں مدد دیتی ہے زبان کی پیداواری اور تخلیقی صلاحیتوں کا مرکزی جزو ہے یہ ایک خاص سیاق و سباق ہے جو ایک مخصوص قسم کی لسانی پیداواری تخلیقی صلاحیتوں کی طرف مائل ہوتا ہے اور تخلیقی نقشہ سازی کے علم کے ساتھ اپنی پہچان کے ذریعے مشترکہ بنیاد قائم کرتا ہے نئے پن اور جدت کا سبب بنتا ہے جیسے نئی زبانی پیداواری اور ترقی بریکولیج کو محدود اور محدود سیٹ پر انحصار رکھنے والے خصوصیات کے اندر نئے منسوب ربط پیدا کرنے کے امکان کے طور پر دیکھا جاتا ہے بریکولیج الیکٹرانک ڈیوائس موبائل اور کمپیوٹر پروگرامنگ سے لے کر موسیقی کے دیگر شعبوں، فنکارانہ ثقافتوں، آرٹ اور سماجی و ثقافتی اظہار کا حصہ ہے آرٹ بریکولیج میں عام طور شامل اشیاء جیسے موسیقی کی پرفارمنس، مجسمے سازی یا دیگر ثقافتوں اور فنکارانہ اظہار کو شامل کیا جاسکتا ہے مصنوع کی تخلیقی صلاحیتوں کا جائزہ لینے کا بنیادی مقصد تخلیقی صلاحیتوں کی بریکولیج سے ماخوذ خصوصیات کے درمیان ارتباط اور رشتوں کو دریافت کرنا مراد تھا یہ رشتے اور ارتباط تحقیق کا آغاز اور خاکہ کی وضاحت سے ہوتا ہے جس میں بریکولیج کا تصوراتی ماڈل شامل ہوتا ہے اس حوالے سے سارہ میٹیس اور سومودیپ سرکار اپنے آرٹیکل (Bricolage a systematic review, conceptualization, and research agenda) میں لکھتے ہیں:۔

"چونکہ بریکولیج کی تعریف پر ایک غیر واضح اتفاق رائے ہے، زیادہ تر مطالعات تجرباتی طور پر مختلف کاروباری اور کارپوریٹ ترتیبات میں بریکولیج کی سرگرمیوں اور پیچیدگیوں کو تلاش کرنے پر مرکوز ہیں، عام طور پر وسائل کی رکاوٹوں کے سیاق و سباق میں (بطور رکاوٹوں کو دور کرنے اور جدت لانے کے طریقے کے طور پر مقامی ترقی کے لیے تعاون کرتے ہوئے)۔ اس طرح، علاقائی مطالعات کے تناظر میں بریکولیج اسٹڈیز پر پائے جانے والے شواہد کو اکٹھا کرنا اور بڑھانا، ادبی جائزے کے ذریعے، محققین کے لیے جدت، کاروبار اور کاروبار کو فروغ دینے میں بریکولیج کے کردار کی بہتر تفہیم پیدا کر کے قابل قدر بصیرت سے پردہ اٹھانے کے لیے ایک ضروری قدم ہے۔"(1)

بیسویں صدی میں بریکولیج کی اصطلاح مقبول ہوئی حقیقت پسندی اور cubism (حقیقت کی نمائندگی کرنے کا ایک انقلابی نیا طریقہ تھا جسے (1907،08) میں دو فنکاروں پابلو پکاسو اور جارجز بریک نے ایجاد کیا تھا۔ آرٹ کی اس تحریک جس میں بکھری ہوئی مصنوعی اشیاء اور شکلوں کو جمع کرنا شامل تھا جو تصاویراتی اور تحریری صورتوں میں تھی انہوں نے ایک ہی تصویر میں مضامین (عام طور پر اشیاء یا اعداد و شمار) کے مختلف نظریات کو ایک ساتھ پیش کیا جس کے نتیجے میں تجریدیت کی نمود ہوتی ہے ایسی پینٹنگز بنتی ہیں جو بکھری ہوئی اور تجریدی دکھائی دیتی ہیں) اس طرح کی تکنیک کو جس میں انہوں نے مختلف تصاویر خاکے اخباری کارٹون اور دیگر مواد کے توڑ پھوڑ کر کے شامل کیا بریکولیج کی بہترین مثال ہے اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ تحریک آرٹ کے روایتی نقطہ نظر سے متصادم ہوا ہے جس سے فنکاروں اور تخلیق کاروں کی حوصلہ افزائی ہوئی اور روزمرہ کی آرٹ سے ممکنہ فراہمی ہوئی cubism کے عناصر نے بریکولیج کے ساتھ الحاق کیا اور 1960 کے بعد ایک اطالوی بنیاد پرست تحریک آرٹ پوویرا (1960Arte povera) کی دہائی کے آخر سے 1970 کی دہائی کے آخر تک ایک بنیاد پرست اطالوی آرٹ کی تحریک تھی جس کے فنکاروں نے غیر روایتی عمل اور غیر روایتی روزمرہ مواد کی ایک حد کی تلاش کی آرٹ پوویرا کی تحریک نے بریکولیج کو ایک نئی سیاسی جہت دی جو فن کارانہ آرٹ کی دنیا میں کمرشلزم commensalism کی مثال چھوٹے پرندوں اور بڑے چرنے والے سبزی خوروں کے درمیان علامتی تعلق پر مبنی تھا۔ چھوٹے پرندے گھاس کے کھیتوں میں چرتے ہوئے بڑے سبزی خوروں کی پشت پر بیٹھتے ہیں۔ بڑے سبزی خوروں کی حرکت گھاس سے کیڑے مکوڑوں کو اکساتی ہے جسے چھوٹے پرندے پھر کھاتے ہیں۔ کمرشلزم کو متبادل صورت میں پیش کیا اور آرٹ پوویرا کے فنکاروں نے فن پاروں کی وقعت کم کر کے اسے مجسمے کی شکل دی دوسری جانب بریکولیج کو فرائیڈ کے نفسیاتی تجزیے میں جدید فن پر دادازم، دادا پرست معاشرے، فن، ثقافت اور خود زندگی کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ اس وقت جنگ نے دنیا کو اس پیمانے پر اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا جیسا کہ اس سے پہلے تجربہ کیا گیا تھا جس کا کوئی بظاہر انجام نظر نہیں آتا تھا۔ دادا اسٹ تحریک جزوی طور پر جنگ کی فضولیت کا ردعمل اس وقت کی بورژوا اقدار پر تنقید تھی اور حقیقت پسندی کی تنقید میں دیکھا جاسکتا ہے کیوبزم، حقیقت پسندی، دادا ازم اور تصوراتی فن کے اجزاء میں کام خود سے کرنے کی نوعیت اور تخلیق کاروں کو آسانی سے قبل رسائی عام چیزیں اور عام مادی چیزوں کی افزائش ہوتی ہے تصوراتی فن، کام کی نوعیت اور تخلیق کاروں اور فن کاروں نے صاف اور کھلے نظام کی خلقیت کے لئے بریکولیج کو ماڈل بنایا جس سے روزمرہ

اور آرٹ کے درمیان نئے رشتوں کی تفریق کی جاسکتی ہے اس کے لیے حاضرین کے اہم کردار ادا کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو1970 کے دہائی سے پہلے فن تعمیر میں بریکولیج کے تصور جیسے اصولوں کے میدان میں پروان چڑھا۔

ادب اور موسیقی میں بریکولیج کا کافی استعمال کی اگیاہے۔ موسیقی بریکولیج سے وجودی اشیاء کی تخصیص کی وضاحت کرنے میں مدد دے سکتی ہے آواز کی پیدائش کے استعمال کے لیے وقتی اور فوری ماحول پیدا کرنا ہے دوسری طرف اقتباسی شکل میں عناصر اور پہلے سے موجود کاموں یا طرزوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ بر کولیج چونکہ ساختی اور پس ساختیاتی نظریہ میں ایک تصور ہے جسے کلاڈ لیوی- سٹر اس نے متعارف کرایا ہے یہ پہلے سے موجود مواد یا خیالات کی متنوع رینج کا استعمال کر کے کچھ نیا بنانے کے عمل سے مراد ہے بریکولر یاوہ جو بریکولیج پر عمل کرتا ہے جو کچھ ہاتھ میں ہے اسے استعمال کر کے نئے طریقوں سے عناصر کو دوبارہ تیار کر کے حل تیار کرتا ہے ادب کے بریکولیج میں موجودہ ادبی عناصر، انواع اور انضمام اسلوب اور دوبارہ تشریح کے ذریعے نئے متن یا فن پارے کی تخلیق شامل ہے یہ مختلف طریقوں سے ظاہر ہو سکتا ہے مصنفین اپنے متن میں دیگر ادبی کاموں کا حوالہ یا اشارہ دے دیتے ہیں یہ اصل سیاق و سباق کاٹ کوٹ کر کے نئے کے ساتھ جوڑ کر معنی کی ایک نئی لہر کے کام آتے ہیں۔ مصنفین مختلف طرزیں، انواع، یا ثقافتی حوالوں کو ملا کر ایک ایسا جامع کام تخلیق کرتے ہیں جو اصل کا احترام اور تنقید دونوں کرے بیانیہ بنانے کے لیے مختلف ذرائع سے پلاٹوں، کرداروں، یا ترتیبات کو یکجا کرنا اور بریکولیج میں مختلف موسیقی کی روایات اور انواع سے آوازوں، شکلوں، یا نمونوں کو اکٹھا کر کے اسے ایک نئی صورت مہیا کرتی ہے یہ جدید اور انتخابی موسیقی کے ٹکڑوں کا باعث بن سکتا ہے اس سے بریکولیج کے ذریعے نئی تار و سُر پیدا کیا جاسکتا ہے جو روایتی حدود کو چیلنج کرتے ہیں موسیقار موجودہ ریکارڈنگ کو حصوں میں لے سکتے ہیں اور انہیں نئے حصوں میں شامل کر سکتے ہیں ادب اور موسیقی دونوں میں بریکولیج نئی اور بامعنی چیز پیدا کرنے کے لیے موجودہ عناصر کو دوبارہ تیار کرنے اور دوبارہ جوڑنے کی تخلیقی صلاحیت کو ظاہر کرتا ہے اردو ادب اور موسیقی کے تناظر میں بریکولیج نہ صرف ثقافتی ورثے کو محفوظ رکھتا ہے بلکہ اسے جدید حساسیت کے مطابق ڈھالتا ہے اس کی مسلسل مطابقت اور جاندار یت کو یقینی بناتا ہے

کچھ لوگوں کی ہاتھ کی صفائی اتنی ہوتی ہے جو کچھ بھی ہاتھ میں ہے اس سے آرٹ بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اشیاء کے استعمال کرنے اور سوچنے کی صلاحیت کے طور پر بیان کرتے ہیں ایک عام آدمی کے لیے پیپر کلپ صرف ایک کاغذی کلپ ہے ایک بریکولر کے لیے ایک کاغذی کلپ میں مجسمہ سازی کی مدد، فائر پن، این پیچ ٹول، اور بہت کچھ کے طور پر امکانات کی دنیا ہوتی ہے

ناول مراۃ العروس پر بریکولیج کا اطلاق

"مراۃ العروس "ڈپٹی نذیر احمد کا اردو ادب کا ایک اہم اور شاہکار ناول ہے یہ ناول 1869 میں شائع ہوا اور اس کی اہمیت اس کے اخلاقی اور تعلیمی پیغام میں پوشیدہ ہے اس ناول میں بھی بریکولیج کے عناصر دیکھے جاسکتے ہیں جو مختلف عناصر کو ملا کر ایک منفرد اور تعلیمی کہانی تخلیق کرتے ہیں تعلیم نسواں کو موضوع بنا کر نذیر احمد کا نقطہ نظریہ ہے کہ اتنی تعلیم ہر عورت کے لیے ضروری ہے کہ جس سے وہ اپنے فرائض خانہ داری کو بطریق احسن نبھا سکے چاہے وہ گھریلو ذمہ داریاں ہوں یا اپنی اولاد کی پرورش ہو یا نئی نسل کی تعلیم و تربیت ہو نذیر احمد کے مطابق عورت کا دائرہ عمل یا اس کی زندگی صرف خانہ داری کی معمولی انتظام تک محدود نہیں بلکہ وہ اپنے خاوند کی بہترین مشیر اور معاون ہوتی ہے اس لیے اس کی دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم بھی ضروری ہے ہمارے معاشرے نے چونکہ خواتین کی زندگی گھریلو بریکولیج تک محدود رکھی ہوئی ہے۔

اس سلسلے میں نذیر احمد نے مراۃ العروس میں اکبری کی کردار کو ناخواندہ اور غیر تہذیب یافتہ جبکہ اصغری تک کردار کو تعلیم یافتہ خانہ داری پر عبور رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے شوہر کو مزید تعلیم حاصل کرنے کا مشورے دیتی ہیں جبکہ اکبری غیر تہذب یافتہ ہونے کی وجہ سے اپنے گھر میں ساس اور خاوند کے لیے مشکلات پیدا کرتی ہیں نذیر احمد نے دو متضاد کرداروں یعنی اچھائی اور برائی کے بریکولیج سے اچھائی کی پرچار کی ہے

زبان اور اسلوب (اردو اور فارسی کا امتزاج)

نذیر احمد کے ناول میں اردو زبان کے ساتھ ساتھ فارسی زبان کے الفاظ، جملے اور شاعری کی شکل میں استعمال کیے گئے ہیں اس زمانے میں فارسی زبان کا ادبی روایات میں اہم مقام تھا فارسی زبان کی اصطلاحات اور محاورے کے استعمال سے اس دور کی معاشرتی زبان کی عکاسی ہوتی ہے مولوی نذیر احمد کو اردو زبان پر کافی عبور حاصل تھا انہوں نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ ناول میں زبان کا استعمال کیا جس سے ان کے اسلوب میں لطافت نظر آتی ہے ان کا اسلوب نہایت سادہ ہے لیکن اردو زبان کے ساتھ ساتھ انہوں نے فارسی زبان کا استعمال بھی بڑی خوبصورتی کے ساتھ کیا ہے ڈاکٹر اعجاز علی ارشد اپنی کتاب "نذیر احمد کی ناول نگاری "میں لکھتے ہیں کہ

"نذیر احمد کا اسلوب صرف انہی اثرات کا نتیجہ نہیں ہے محاورات کے بے مہا استعمال انگریزی دانی کا اظہار قران وحدیث کے حوالوں کی کثرت عربی اور فارسی الفاظ کے جا بجا پیشکش کے کچھ اور بھی اسباب ہیں(2)

وہ اپنے ناول مراۃ العروس میں جو سادہ زبان کا استعمال کرتے ہیں جیسے صفحہ نمبر نواسی(۸۹)مراۃ العروس کے باب نمبر انیس(۱۹) میں لکھتے ہیں کہ

"اصغری نے دیانت النساء کو بلا بھیجا اور کہہ سن کر دو روپے اور کھانے پر راضی کر لیا جتا دیا کہ دیانت النساء، خبر دار! کوئی بات ایسی نہ ہو کہ تمہارے اعتبار میں فرق آئے جس طرح تمہاری بڑی بہن ہمارے گھر میں رہتی ہے اس طرح تم رہنا- دیانت النساء نے کہا"بی بی" خدا اس گھڑی کو موت دے کے پرائے مال پر نظر رکھوں ضرورت ہو تو تم سے مانگ کر کھالوں اور نہ ملے تو بھوکی بیٹھی رہوں پربے حکم نون تک چکھنا حرام سمجھتی ہوں"

نذیر احمد کے ناولوں میں سادہ زبان کے استعمال کے ساتھ انہوں نے فارسی امیز الفاظ اور جملے اور شعر وشاعری کو بھی بھرپور طریقے سے استعمال کیا ہے نذیر احمد کے ناول کا بنیادی موضوع چونکہ خواتین کی دینی تعلیم وتربیت کے ساتھ دنیاوی تعلیم وتربیت بھی ہے ان کے مطابق عام طور پر ہم عورتوں کو کچھ خاص قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے انہیں نہ کہ ناقص العقل کا خطاب دیتے ہیں۔ مراۃ العروس کے صفحہ نمبر سترہ(۱۷) انہوں نے شیخ سعدی کے گلستان میں عورتوں کی وجہ تسمیہ کی جو مذمت کی ہے وہ ایک شعر کے مصرعے کی صورت میں یہاں زیر قلم لاتے ہیں

"اسپ وزن وشمشیر وفادار کہ دید"

یہ سب کتابوں میں لکھی ہوئی باتیں ہیں خانہ داری اور رکھ رکھاؤ اور گھر کی ٹہل اور خدمت کے علاوہ دنیا کے مختلف عمدہ کام عورتوں سے لیے جاسکتے ہیں اس سلسلے میں وہ ایک شعر پیش کرتے ہیں

"اگر نیک بودے سرانجام زن

زناں رامزن نام بودے نہ زن"

فارسی کیونکہ ایک قدیم زبان ہے ان کا اردو ادب پر کافی اثر رسوخ رہا ہے اس لیے اس زمانے میں اردو ادب میں فارسی کی روایت پائی جاتی تھی صفحہ نمبر پچاس(۵۰) پر نذیر احمد لکھتے ہیں کہ

"محمد عاقل اپنی ماں کو کہتا ہے کہ اصغری ہزار لڑکیوں میں سے ایک ہیں عمر بھر چراغ لیے ڈھونڈو گی تو اصغری جیسی لڑکی نہ پاؤ گی صورت سیرت دونوں میں خدا نے اس کو لائق بنایا ہے ہرگز اندیشہ مت کریں بسم اللہ کرے بیاہ ڈالو اور بڑی بہن پر جو خیال کرو تو اپ نے سنا ہو گا

"نہ ہر زن زن است ونہ ہر مرد مرد

خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد"

نذیر احمد کا کمال فن اس کی فارسی امیز اسلوب اور سادہ زبان ہے کیونکہ نذیر احمد کو اردو زبان کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی عربی پر عبور حاصل تھا اس لئے انہوں نے فارسیت اور اردو کے بریکولیج سے زبان اور ادب کو ایک نئی شکل دی اور اردو میں فارسیت کے لیے مزید راہیں کھول دی گئیں

تعلیم اور اخلاقیات کا بریکولیج

نذیر احمد نے ناول مراۃ العروس کو چونکہ خواتین کی تعلیم وتربیت کے لیے لکھا جس میں خواتین کی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی دینے پر توجہ دی اور اس زمانے میں نذیر احمد ان چند شخصیات میں سے تھے جو خواتین کی تعلیم کے لیے آواز بزور بلند کر رہے تھے نذیر احمد نے بریکولیج کے ذریعے خواتین کے دو مختلف روپ کو ایک ساتھ ملانے سے ایک نئی روپ دینے کی کوشش کی جس میں دو مختلف کردار اچھائی اور برائی کی بریکولیج سے ایک پڑھے لکھی اور سمجھدار خاتون کا کردار نبھایا ہے ان کے مطابق بعض نادان خواتین پڑھ لے کر سوچتی ہیں کہ ہم مردوں کے برابر ہیں یا ان کا خیال ہوتا ہے کہ ہم اگر پڑھ لکھ لیتے ہیں اور ہم نوکری نہیں کرتے تو اس پڑھائی کا کوئی فائدہ نہیں ایسے لوگوں یوں سوچتے ہیں کہ علم نوکری اور ذریعہ معاش کا وسیلہ ہے نذیر احمد کے زمانے میں مردوں کا مذکورہ پڑھائی ذریعہ معاش اور روٹی کمانے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا جبکہ عورتوں کے پڑھنے لکھنے کا کوئی رواج نہیں تھا اس سلسلے میں نذیر احمد اپنی کتاب مراۃ العروس کے دیباچہ دوم صفحہ نمبر بارہ(۱۲) میں لکھتے ہیں کہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"مصیبت تو یہ ہے کہ اکثر عورتوں کے لکھانے پڑھانے کو عیب اور گناہ خیال کرتے ہیں ان کا خدشہ ہے کہ ایسا نہ ہو لکھنے پڑھنے سے عورتوں کی آنکھیں چار ہو جاتی ہیں لگیں مردوں سے خط و کتابت کرنے اور خدانخواستہ کل کلاں کو ان کی پاکدامنی اور پردہ داری میں کسی طرح کا فتور واقع ہو یہ صرف شیطانی وسوسے ہیں اور ملک کی خصوصاً عورتوں کی بد قسمتی لوگوں کو بہکا اور بھڑکا رہی ہے"

درجہ بالا متن سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اس زمانے میں لوگوں کی سوچ میں تنگی اور فہم میں کمی تھی کہ انہوں نے تعلیم و تربیت کو صرف مردوں تک خاص کرنے اور مردوں ہی کو ذریعہ معاش اور مردوں کے ذریعے سارے مسائل کا حل تلاش کرتے تھے اور یہاں علم کو مردوں تک محدود رکھنے کی سوچ اس لیے پائی جاتی ہے کہ مرد دنیاداری کرتے ہیں اور باہر کی دنیا میں ان کا کردار ہوتا ہے جبکہ عورتوں کا کام گھر تک محدود ہے اور گھر میں بچوں کی پرورش اور دیگر گھریلو کام ان کی ذمہ داریوں میں شامل ہیں گھریلو کام کے لیے ہنر اور بچوں کی پرورش کے لیے علم کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ علم کے بغیر تربیت ممکن نہیں ہے اگر خواتین کے پاس ہنر ہے تعلیم نہیں ہے تو وہ بچوں کو ہنر تو سکھا سکتی ہے لیکن وہ بچوں کی تربیت نہیں کر سکتی اب سوال یہ بنتا ہے کہ اگر علم انسان کو بگاڑتا ہے تو مردوں کو بھی پڑھنے لکھنے سے منع کر دینا چاہیے کیونکہ خرابی کی صورت دونوں کے لیے ایک ہے اگر مرد کی آوارہ گردی باہر ہے تو ان کا گھر میں بھی اثر رہے گا مضمون "نذیر احمد اور تعلیم نسواں" شمارہ "فکر و نظر" میں عتیق احمد صدیقی لکھتے ہیں کہ

"نذیر احمد کا تعلق بھی ایک ایسے ہی خاندان سے تھا کہ ان کے خاندان میں بھی عورتوں کی اس طرح واجبی تعلیم کا دستور رہا تھا لیکن اس دور میں ہندوستانی مسلمان خواب غفلت سے چونک رہے تھے 1857 کے انقلاب سے حقیقت کا ادراک ہونے لگا تھا نئے حالات کی روشنی میں معاشرے کے نقائص زیادہ اجاگر ہونے لگے تھے یہ محسوس کیا جانے لگا کہ تمام نقائص کی جڑ جہالت ہے"(3)

نذیر احمد نے تعلیمی تربیت اور تعلیم کی اہمیت، روایات معاشرے، ثقافت، تہذیب اور اسلامی نقطہ نظر کے بریکولیج سے ایک ایسے کردار کی تخلیق کی جس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ عورت کے بغیر گھر نہیں چل سکتا مرد کتنا ہی سمجھدار اور فہم والا کیوں نہ ہو لیکن پھر بھی عورتوں کے رتبے تک نہیں پہنچ سکتا بظاہر نذیر احمد یہ دکھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ علم کی ضرورت دونوں کے لیے ہے مرد اور عورتوں کے اپنے اپنے کام اپنے اپنے احاطے اور اپنی اپنی ذمہ داریاں ہوتی ہیں جتنی ضرورت تعلیم کی مردوں کو ہے اتنی ہی ضرورت عورتوں کو بھی ہے کیونکہ عورتوں کو امور خانہ داری کے ساتھ ساتھ نئی نسل کی عقلی، عملی اور روحانی تربیت ان کے ذمے ہیں نذیر احمد کے تمام ناول کے احاطہ کئے ہوئے کتاب "محصنات" میں لکھتے ہیں کہ

"عورتوں کے تعلیم کا سلسلہ مرتب کیا مراۃ العروس میں امور خانہ داری اور مسلمانوں کے معاشرے میں عورتوں کی جہالت کے بارے میں اور مردوں کی آزادی بہت بڑا نقص ہے اس نقص کو رفع کرنے میں جہد العقل کوشش کی ہے"(4)

نذیر احمد نے ساری زندگی عورتوں کی تعلیم و اصلاح میں صرف کر دی اور اس جدوجہد میں انہوں نے تہذیبی، ثقافتی علمی اور عملی آمیزش بریکولیج کی توسط سے ایک نئے معاشرے کی بنیادی رکھی۔ ناول میں اسلامی تعلیمات اور اخلاقیات کو مختلف کرداروں کے ذریعے پیش کیا گیا ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد نے اس بات کو یقینی بنایا کہ کہانی کے ہر موڑ پر قارئین اور سامعین کو اخلاقی سبق ملے۔

کردار نگاری بریکولیج

بریکولیج کرداروں کو ان کے اعمال اور فیصلوں کے ذریعے بیان کرتے ہیں کہ وہ کس طرح اشیاء کو دوبارہ تیار کرتے ہیں اور یوں مختلف عناصر کو اکٹھے کر کے رکاوٹوں کو ختم کر کے فیصلوں کو اور اپنے مقاصد کے حاصل کرنے کے لیے اختراعی حل پیدا کرتے ہیں کردار نگاری میں بریکولیج سے مراد مختلف موجود ذرائع، پس منظر، یا اثرات سے اخذ کردہ متنوع عناصر کے مرکب کو استعمال میں لاتے ہوئے ایک کردار کی تخلیق ہے جو مختلف ثقافتی، سماجی، یا تاریخی سیاق وسباق سے آسکتے ہیں ناولوں میں کردار کو دیکھا جائے تو نہ تو مکمل جاندار ہوتے ہیں اور نہ لافانی مطلب ناول نگاری میں خامیاں اور خوبیاں دونوں ہوتی ہیں بعض کردار اصلی اور بعض کردار فرضی معلوم ہوتے ہیں لیکن نذیر احمد کی کرداروں میں کمال فن یہ ہے کہ وہ اپنے کرداروں کے نام ان کی شخصیت اور اخلاق کو عادات کے حساب سے رکھتے ہیں موضوع کے لحاظ سے ناول کی اہمیت اور افادیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا نذیر احمد کی اس عہد میں دور اندیشی قابل دید ہے سب سے پہلے انہوں نے معاشرے کی اصلاح، علم ہنر اور تربیت کی طرف راغب کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اس سلسلے میں ڈاکٹر فیروز عالم شمارہ "فکر نو" کے مضمون "ڈپٹی نذیر احمد کے ناولوں میں کردار" میں کچھ یوں اظہار کرتے ہیں

ناول میں دو مرکزی کردار ہیں اکبری اور اصغری اکبری اپنی بری عادتوں اور حماقتوں سے اپنی زندگی تو تباہ کرتی ہی ہے اپنے شوہر کی زندگی بھی اجیرن بنادیتی ہے۔ سسرال میں اس کا کسی کے ساتھ نباہ نہیں ہوتا اور نتیجتاًوہ سب سے لڑکر باپ کے گھر آبیٹھتی ہے اکبری کی چھوٹی بہن اصغری اپنی دانشمندی اور حسن سلوک کی وجہ ے اپنے گھر میں توسب کی چہیتی ہے ہی، سرال میں بھی سب کی آنکھوں کا تارابن جاتی ہے۔ وہ اپنی حکمت اور عقل مندی سے ایک قرض میں ڈوبے خاندان کو چند برسوں میں خوشحال بنا دیتی ہے وہ اپنے شوہر کا بھی خیال رکھتی ہے اور بچوں کی تعلیم وتربیت پر بھی خصوصی توجہ دیتی ہے(5)

ان کے کرداروں میں اچھائی اور برائی کا مجموعہ یابدی اور خرابی کا مجسمہ ہوتا ہے زیر بحث ناول میں نذیر احمد نے دو ایسے لافانی کرداروں کو نبھایا ہے جس میں ایک کردار بڑی بیٹی اکبری کا جو بد مزاج، بدسلیقہ اور غیر ذمہ دار کردار ہے جبکہ دوسرا کردار چھوٹی بیٹی اصغری کے روپ میں نہایت سلیقہ مند، نیک، فرمانبردار اور ملنسار کردار ہے نذیر احمد کے ناول مراۃالعروس کے صفحہ ستائیس(۲۷) میں اکبری کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"اس نے چوتھے پانچویں ہی مہینے میاں پر تقاضہ کرنا شروع کیا کہ ہم سے تمہاری ماں کے ساتھ نہیں رہاجاتا ہم یا تو رہیں گے اپنے میکے میں یا اگر ایسی ہی زبردستی ہے تو کسی اور دوسرے محلے چل رہو ہم سے یہ دن رات کی کلکل نہیں سہی جاتی محمد عاقل ہکا بکا سامنہ لیکر دیکھنے لگا اور بولا کہ "آخر کچھ بات بھی ہے؟ مجھ سے تو آج تک اماں جان نے تمہاری کوئی شکایت نہیں کی"

اس طرح سے نذیر احمد نے اکبری کو مصلحت پسندی سے خالی، بد مزاج، غیر سنجیدہ اور احساسات کی فقدان والا کردار بخوبی نبھایا ہے جس سے اس کا مقصد معاشرے میں اصلاح نسواں اور گھریلو ذمہ داریوں سے ناواقف والدین کی لاڈ پیار اور غیر ذمہ دار رویے کے بریکولیج کو پیش کیا ہے اکبری کی بدمزاجی اس حد تک تھی کہ انہوں نے گھر کسی کو نہیں بخشا اس کی ایک مثال صفحہ نمبر بتیس(۳۲) میں نذیر احمد لکھتے ہیں کہ

"بھائی کے کہنے سے عید کی خوشی میں محمودہ دوڑی چلی گئی اور کہا بھابی "اٹھو بھابی" نے اٹھنے کے ساتھ محمودہ کے ایک طمانچہ رسید کیا محمودہ رونے لگی باہر سے بائی آواز سن کر دوڑا اس کو روتے دیکھ کر گود میں اٹھالیا اور پوچھا"کیا ہوا؟

محمودہ نے روتے روتے کہا بابی جان نے مارا"

نذیر احمد نے اکبری کے اس غیر سنجیدہ رویے، تند مزاجی اور سخت گیر لہجے کی بریکولیج سے معاشرے کی عکاسی کی ہے جبکہ دوسری جانب اصغری کا نرم رویہ سلیقہ مندی ،ملنساری اور گھرداری جیسے مزین صفات سے نبھایا ہوا کردار بخوبی پیش کیا ہے اصغری کے کردار پر نام کا اثر ہے وہ نہ صرف ہنر مند تھی وہ انسان اچھی تھی بلکہ وہ اچھی تربیت اور خوش اخلاقی کا مغلوبہ بریکولیج کردار ہے اس ضمن میں افسانہ حیات شمارہ "فکر نو" میں اپنے شائع شدہ مضمون "نذیر احمد کے ناولوں نسوانی کردار اور عصر حاضر" میں لکھتی ہیں کہ

"عورتوں کی پستی اور بدحالی کے پیش نظر تعلیم نسواں کی حمایت کرنے کے لیے مراۃالعروس" اور "بنات النعش جیسے ناول تخلیق کیے تو مذہبی اصلاح، مغرب کی اندھی تقلید اور تربیت اولاد کے نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے "ابن الوقت" "توبتہ النصوح اور رویائے صادقہ جیسے ناول لکھے۔ ادھر معاشرے میں دو بڑی بیماریاں تھیں جن میں بیوہ کا نکاح اور تعدد ازدواج کی اصلاح فسانہ مبتلا اور ایامی لکھ کر ایک تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا"(6)

نذیر احمد عورتوں کو گھر کی چاردیواری تک محدود رکھنا کے بجائے انہیں دینی اور عصری علوم دینے کے ناصرف قائل تھے بلکہ انہیں اچھی تربیت دینے کی ہر ممکن کوشش کی عورت چونکہ گھر میں ایک متحرک اور مستقل کردار ہے جس کے بغیر کوئی گھر مکمل نہیں ہو سکتا امور خانہ داری اور دیگر گھریلو معاملات بطریق احسن اس صورت میں نبھا سکے گی اس سلسلے میں نذیر احمد صفحہ نمبر اٹھاون(۵۸) میں لکھتے ہیں کہ

"اصغری نے پہلے ہی دن اپنی نند محمودہ سے رابطہ بڑھایا محمودہ لڑکی تو تھی ہی تھوڑے سے التفات میں رام ہوگئی دن بھر اصغری کے پاس گھسی رہا کرتی بلکہ ماں کسی کسی وقت کہہ بھی اٹھتی کہ اس بھاوج پر اتنی مہربان ہو بڑی بھاوج کے تو سائے سے تم بھاگتی پھرتی تھیں محمودہ اس کا جواب دیتی وہ تو ہم کو مارتی تھیں ہماری جھوٹی بھابی جان تو ہم سے پیار کرتی ہیں"

اصغری کی اچھی تربیت اور خوش اخلاقی کے ساتھ ساتھ وہ روحانی طور پر ایک اچھی اور محبت کرنے والی لڑکی تھی وہ کسی کو تکلیف پہنچانے اور بڑوں کی بے ادبی کو بہت برا سمجھتی تھی گھریلو ذمہ داریوں کو اپنی ذمہ داری سمجھتی تھی اس ضمن میں نذیر احمد صفحہ نمبر نواسی(۸۹) میں لکھتے ہیں کہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"عید کے اگلے دن مولوی صاحب تولاہور سدھارے اور ضرورت کی سب چیزیں اصغری نے اکٹھی منگوالیں اور آئندہ ہمیشہ فصل پر سستی دیکھ کر اکٹھی چیزیں لے رکھتی تھی مرچ، پیاز، دھنیا، اناج، دالیں، چاول گھی، لکڑی، اپلے، سکھانے کی ترکاریاں ہر چیز مناسب وقت پر خریدی جاتی تھی ماماملا کر پانچ آدمی تھے کبھی آدھے میں ترکاری اور آدھاسادہ، کبھی آدھے میں کباب، سالن کے علاوہ دن کو ایک وقت دال، ساتویں دن پلاؤ اور میٹھے چاول کا معمول تھا"

اسی طرح اصغری نے امور خانہ داری کا پورا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا گھر کے انتظام کے ساتھ گھر میں محبت بانٹنے اور سب کو احترام دینے، سلیقہ مندی، فرمانبر داری، ملنساری خاکساری کی بریکولیج سے ایک تربیت یافتہ کردار بن جاتی ہے۔

ناول مراۃ العروس اردو کا پہلا ناول ہے لیکن اس پر جدید اصطلاحات کا اطلاق بھی ہوتا ہے کمال فن اس کے زبان وبیاں میں ہے ناقدین کا خیال ہے کہ اس سے پہلے ناول فن کی حیثیت اس میں مضمر اثرات تھے لیکن نذیر احمد نے اصول شرائط وضوابط سے منضبط بریکولیج سے ناول کو ایک نئی جہت عطاء کی انہوں نے ناول کو داستانوں کی طرح خیالی ماورائی تصورات کے بریکولیج سے آزاد کر کے ایک حقیقی دنیا، انسانی زندگی اور روزمرہ کے معمولات کے بریکولیج کا مغلوبہ بنا کر ایک مقصدی شکل عطا کی ناول مراۃ العروس کا بنیادی مقصد معاشرے کی اصلاح ہے بالخصوص حقوق نسواں اور تعلیم وتربیت ہے انہوں نے اس ناول اور ناول کے چند مخصوص کرداروں کے ذریعے عورتوں کی تعلیم وتربیت کی اہمیت اجاگر کرنے کی کوشش کی نذیر احمد کا عہد ایک زوال آمادہ عہد تھا تعلیم وتربیت سے ناواقفیت، تربیت اطفال کا کوئی تصور نہیں تھا اور نذیر احمد شدت سے اس بات کو محسوس کرتے تھے کہ قوم تعلیم کے زیور سے نا آراستہ ہے علم کی محرومی سے آنے والی نسل کا مستقبل بہت تاریک ہے اس لیے انہوں نے تعلیم و تربیت کی افادیت کو سمجھانے کے لیے اپنے پہلے ناول "مراۃ العروس" کا موضوع تعلیم نسواں بنایا ناول میں اس موضوع کو دو کرداروں اکبری اور اصغری سے نبھایا ہے اکبری کا کردار نہایت بد مزاج، بد سلیقہ، تند مزاج، ناخواندہ، غیر مہذب، غیر سنجیدہ جاہلانہ اور سخت گیر لہجہ اپنائے ہوئے جبکہ اصغری کا کردار نہایت شریف النفس، ملنسار، سمجھدار، سراپا تعلیم وتربیت، حسن انتظام، امور خانہ داری کے کرداروں کے بریکولیج سے عورتوں کو تعلیم سے بہرور کرانے کے لئے ناول کو موضوع بحث بنا گیا تھا جو معاشرتی زندگی، تعلیم، تربیت، جہالت، ہنر مندی اور بے ہنری کے اسباب اور نتائج بیان کیے ہیں کردار نگاری میں برکولیج انسانی شناخت کی پیچیدگی اور تنوع کو اپنانے کے بارے میں ہے، مختلف عناصر کو ایک ساتھ بُن کر ایسے کردار تخلیق کرنے کے لیے ہے جو حقیقت پسندانہ، باریک بینی اور حقیقی زندگی کی کثیر جہتی نوعیت کے عکاس ہوں یہ نقطہ نظر کہانی سنانے میں زیادہ تخلیقی صلاحیتوں اور گہرائی کی اجازت دیتا ہے، کرداروں کو زیادہ دل چسپ اور قابل اعتماد بناتا ہے۔

حوالہ جات

1.Sara Mateus & Soumodip Sarkar,

Bricolage- a systematic review, conceptualization, and research agenda,

https://doi.org/10.1080/08985626.2024.2303426 19 jan 2024

۲. نذیر کی ناول نگاری اعجاز علی ارشد مکتبہ جامعہ لمیٹڈ جامعہ نگر، دہلی، 15 دسمبر 1984 ص نمبر 209

۳۔ فکر و نظر، شمارہ،، مضمون؛ نذیر احمد اور تعلیم نسواں، عتیق احمد صدیقی جون 1994 ص نمبر 163

۴۔ محصنات، ڈپٹی نذیر احمد، ناشر منشی نول کشور، لکھنؤ، 1887 ص نمبر 3

۵۔ فکر نو، شمارہ، 13-2012 مضمون؛ نذیر احمد کے ناولوں کے کردار، ڈاکٹر وزیر عالم، ص نمبر 184

٦ ۔ فکر نو، شمارہ، 13-2012 مضمون؛ نذیر احمد کے ناولوں میں نسوانی کردار اور عناصر، افسانہ حیات، ص نمبر 209